بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

بدر

BADR - QADIAN

عام قیمت پیشگی عہ

الیس اللہ بکاف عبدہٗ مرزا غلام احمدؐ | Reg. No. L. CCLXXXVIII | مسیح وقت مہدی ہم مجدد

(جلد ۱۰) ۲۱- ربیع الاول ۱۳۲۹ء علی صاحبہا التحیۃ والسلام مطابق ۲۳ مارچ ۱۹۱۱ء مطابق ۱۰ چیت سمت (نمبر ۲۱)

بھائیو! گر قادیان آؤ گے تم | اڈیٹر و مینیجر محمدؐ صادق عفی اللہ عنہ | نورِ دینِ مصطفےٰ پاؤ گے تم

یادِ حبیب

حضرت مسیح موعودؑ کی ایک بہت پرانی نظم دعویٰ ماموریت سے پہلے کی
(منقول از رسالہ تشحیذ الاذہان بابت فروری)

اے شوخ زناتواں چہ جوئی
از خستہ ونیم جاں چہ جوئی

رفتیم وفنا شدیم ومُردیم
از گم شدگاں نشاں چہ جوئی

یاراست قریب تر زجاں ہم
اے ابلہ تو از بُتاں چہ جوئی

پیراں کنند توبہ از عشق
اے محتسب از جواں چہ جوئی

دنیائے دنی است چند روزہ
زوراحتِ جاہ وداں چہ جوئی

زینجا بشتاب آتہی دست
از مزبلہ ارمغاں چہ جوئی

تیرش زکسے خطانہ کردست
از ناوک او اماں چہ جوئی

برکاخ ملک ترا بجو انند
از خار وخس آشیاں چہ جوئی

فرّخ دریار را فراگیر
پیرامنِ ایں وآں چہ جوئی

اخبار قادیان

حضرت خلیفۃ المسیحؑ

بہ نسبت سابق زخم کی حالت بہت اچھی ہے۔ مگر کل سے خفیف حرارت بخار محسوس ہوتی ہے جو باعث نزلہ زکام کے ہے اور ہر طرح سے حالت حضرت اقدسؑ کی اچھی ہے۔ طاقت بہ نسبت سابق ترقی پر ہے۔ پیشاب کی کثرت میں اب بہت تخفیف ہے۔ سب دوستوں کو چاہئے کہ حضرت اقدسؑ کے لئے دردِ دل سے دُعا کریں۔ اللہ تعالےٰ اس چشمۂ فیض کو جلد صحت کامل عطا فرماوے۔ تاکہ تشنہ لبان کی سیرابی جلد نصیب ہو۔ آمین۔ فقط۔ منیاز الٰہی بخش ڈاکٹر

حضرت ڈاکٹر بشارت احمدؐ صاحب تاحال اسی جگہ میں اور بامداد ڈاکٹر الٰہی بخش صاحب حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت معالجہ کا ثواب حاصل کررہے ہیں تاحال ان کے متعلق ان کے محکمہ نے کوئی فیصلہ نہیں کیا۔ کاغذات اُوپر گئے ہوئے ہیں ۔

پانچ چھ روز یہاں بارش بہت ہوئی۔ راستہ پانی کے سبب بہت خراب ہوگیا تھا۔ مگر چار روز سے اب دھوپ نکلنی شروع ہوگئی ہے۔

حضرت مولوی محمد احسن صاحب اپنے وطن میں ہیں۔

حضرت میر ناصر نواب صاحب دار الضعفاء کے واسطے چندہ کرنے کے لئے ملتان کیطرف تشریف لے گئے۔ شاید کریسمس تک ہونچیں۔ آپ کا ارادہ ہے۔ کہ دو ماہ تک انشاءاللہ سفر میں رہیں گے۔ اس پیرانہ سالی میں جس شوق اور محبت کے ساتھ آپ چندہ جمع کرنے کی صعوبت اٹھارہے ہیں۔ اس کا لحاظ کرکے احباب کو چاہئے کہ وہ خاص طور پر ان کے چندہ کی قدر کریں۔ جو ان غریب مسکین ضعیفوں کے واسطے درخواست ہے۔ جو مقام نزول وحی الٰہی کی خاک سے برکت حاصل کرنے کے لئے علائق دنیا کو قطع کرکے یہاں آبیٹھے ہیں۔ اللہ تعالےٰ میر صاحب کا حافظ وناصر ہو اور انہیں خیر وعافیت کے ساتھ بامراد واپس دار الامان میں پہنچاوے۔

کلام امیر
ہجرت امر مشکل

(۱۲- مارچ) دو شخصوں کی درخواست پیش ہوئی۔ کہ اپنے وطن سے ہجرت کرکے قادیان آنا چاہتے ہیں فرمایا ان شان الھجرۃ لشدید۔ ہجرت میں مشکلات کا سامنا ہے کسیوقت سوکھا ٹکڑا کھانا پڑجاتا ہے زمین پر سونا ہوتا ہے لیکن جو شخص اللہ تعالیٰ کی خاطر قدم اٹھاتا ہے خدا اسے ضائع نہیں کرتا۔ میں بعض دفعہ سادہ روٹی اچار کے ساتھ کھاکر گذارہ کرلیتا ہوں ایک دفعہ میں نے کئی ماہ نون مرچ کے ساتھ روٹی کھاکر ہی گذارہ کیا ہے۔ مہاجر فی سبیل اللہ بھوکا نہیں مرتا۔ خدا اس کا حافظ ہوتا ہے۔

پندرھواں رکن

صدر انجمن احمدیہ کے ارکان نے نہایت مستقل مزاجی اور دانشمندی سے کام لیا ہے۔ جو حضرت مولانا مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے کو مجلس معتمدین میں شامل کرکے ایک مفید اور ضروری اضافہ کیا ہے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم پر اُمید واثق ہے کہ مولانا صاحب کی شمولیت خیر وبرکت کا موجب ہوگی۔

(بدر پریس قادیان میں میاں معراج الدین عمر پروپرائٹر وپبلشر وپرنٹر کے حکم سے چھپکر شائع ہوا)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

(نوشتہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب مدفیوضہم)

ہمارا ایمان ہے کہ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے مخفی و مخفی تعلقات الٰہیہ کی وجہ سے اس بلند مقام تک پہونچ گئے تھے کہ آپ کے رتبہ کا سمجھنا تک نہایت مشکل امر ہے۔ بڑے بڑے عظیم الشان انسان دنیا میں گزرے ہیں۔ جنھوں نے اپنے نفسوں کو ہی پاک نہیں کیا بلکہ قوموں کی قوموں کو سدھار دیا اور جو خدا تعالےٰ کے احکام میں ایسے منہمک ہوئے کہ بس فنا ہی ہو گئے۔ لیکن جس مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قدم مارا۔ اس تک کوئی نہیں پہونچ سکا انسانی زندگی کا کوئی سا پہلو ہی لے لیں آپ بے نظیر ہی معلوم ہوتے ہیں۔ بچپن سے لیکر بڑھاپے تک۔ اور بےکسی و بے بسی کی حالت سے لیکر ایک ملک کے بادشاہ ہونے تک کی مختلف حالتوں میں کوئی پہلو بھی ایسا نظر نہیں آتا۔ کہ جس میں آپکے طریق عمل پر کسی قسم کی حرف گیری کا موقعہ ملے بلکہ جہاں تک غور کریں۔ کمال ہی کمال نظر آتا ہے۔ اکثر لوگوں میں جن کو بادی النظر میں کامل سمجھا جاتا ہو غور کریں۔ تو بہت سی کمزوریاں پائی جاتی ہیں لیکن یہ ایک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی ذات ہے۔ کہ نظر کو کتنا ہی باریک کرتے چلے جاؤ آپ کی کمزوریاں نہیں بلکہ آپکے کمال ہی کمال کھلتے چلے جائیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے کہ۔ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔ یعنی آپ کبھی بھی ہوائے نفس سے کلام نہیں کرتے تھے بلکہ منشاء الٰہی کے ماتحت ہی آپکے سب کام تھے۔ پھر فرمایا کہ۔ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ۔ یعنے آپنے جو کچھ پھینکا وہ آپ کا پھینکا ہوا نہ تھا بلکہ اللہ نے پھینکا تھا۔ اسی طرح ارشاد ہوا ہے کہ قل ان صلوٰتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العالمین۔ یعنے کہہ دو۔ کہ میری نماز اور میری قربانیاں اور میری زندگی اور میری موت سب اللہ تعالےٰ کے لئے ہی ہے۔ جو رب العالمین ہے غرضیکہ آپنے اپنے آپ کو خدا تعالےٰ کے منشاء کے آگے اس طرح ڈال دیا تھا کہ آپ کی ساری زندگی میں ایک نمونہ بھی ایسا نظر نہیں آتا کہ آپنے کبھی اپنی بڑائی بھی چاہی ہو۔ چنانچہ اسی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیین کے مرتبہ پر قائم کرکے آپ پر ہر قسم کی نبوتوں کا خاتمہ کر دیا۔ اور آئیندہ کے لئے اللہ تعالیٰ تک پہونچنے کے لئے ایک ہی دروازہ کھلا رکھا گیا ہے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کا دروازہ ہے ایک زمانہ تھا جبکہ مختلف ممالک میں مختلف قوموں کے لئے انبیاء آتے تھے اور ایک کا دوسرے سے کچھ تعلق ہوتا تھا لیکن آپ کی بعثت کے بعد کوئی شخص مامور نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس پر رسول اللہ کی اتباع کی مُہر نہ ہو۔ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم۔ آپکے کمالات اس حد تک پہونچے کہ آپکے بعد کوئی مامور من اللہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ آپکی اس پر اتباع کی مُہر نہ ہو بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ آپکے کمالات اعلےٰ سے اعلےٰ ترقیات کی ان منازل تک پہونچ گئے کہ آپ کی اتباع کی برکت سے ایسے ایسے لوگ پیدا ہو چکے ہیں کہ جو بڑے بڑے انبیاء کا مرتبہ رکھتے تھے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل اور آپکا فیض قیامت تک اسی طرح جاری رہیگا۔ کسی نبی کا سو سال کسی کا دو سال تک کسی کا ہزار کسی کا دو ہزار سال تک سلسلہ جاری رہا اور اس کے بعد ان کا نور تاریک دلوں کو روشن نہ کر سکا لیکن آپکا نور جب تک کہ دنیا قائم ہے لاکھوں کروڑوں انسانوں کے دلوں کو منور کرتے ہوئے سلوک کی اعلےٰ سے اعلےٰ راہوں کو طے کراتا رہے گا۔ آپ کو دوسرے انبیاء و رسل پر ہزاروں فضیلتیں ہیں مثلاً یہ کہ آپکے لائے ہوئے دین کی نسبت اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً۔ اور یہ خصوصیت کسی اور مذہب میں موجود نہ تھی بلکہ وہ خاص خاص حالات کے ماتحت ہوتے تھے۔ پھر آپکے مبارک نام کو کلمہ توحید کے ساتھ شامل کیا گیا ہے۔ جو فضیلت کسی نبی کو نہیں دیگئی۔ یہ بھی آپکے ختم نبوت پر ایک دلیل ہے۔

آپ پر جس زبان میں کلام الٰہی اترا ہے وہ اب تک زندہ ہے اور قیامت تک زندہ رہے گی یہ فضیلت بھی کسی اور مذہب کے بانی کو نہیں ملی۔ موسےٰ۔ مسیح۔ زرتشت۔ بدھ۔ ویدوں کے رشی کسی مدعی رسالت کی زبان اب تک محفوظ نہیں اور کسی ملک میں بھی نہیں بولی جاتی۔ جس کی وجہ سے نہ معلوم ان کی کتب میں اب تک کس قدر تغیر ہو چکے ہیں۔

آپکو وہ صحابہ ملے کہ کسی اور کو نہیں ملے۔ جان نثار سپاہی۔ فرمانبردار۔ مُدبر۔ محتاط راوی۔ مخلص حافظ قرآن۔ پاک بیبیاں نیک ذریّت۔ کامل خلفاء۔ کوئی چیز بھی تو نہیں کہ جس سے آپ محروم رہے ہوں اور جو آپ کی تعلیم کے پھیلنے میں رکاوٹ کا باعث ہوئی ہو۔

اس کی وجہ کہ آپ خاتم النبیین کیوں ہوئے؟ یہ ہے۔ کہ آپ کل صفات الٰہیہ کے مظہر تھے اور پہلے انبیاء ایسے نہ تھے چنانچہ قرآن شریف سے ثابت ہے کہ۔ دنیٰ فتدلیٰ فکان قاب قوسین او ادنیٰ۔ یعنے آپ اللہ تعالیٰ سے ایسے قریب ہوئے کہ قوسین ملائی جاویں تو ان کے درمیان فاصلہ رہتا ہے اتنا فاصلہ آپ میں اور اللہ تعالیٰ میں رہ گیا (یعنے کوئی فاصلہ نہ رہا) یہاں تک کہ وہ بھی نہ رہا اور آپ اس سے بھی قریب ہو گئے یعنے آپ نے اپنی کمان رکھی ہی نہیں۔ خدا کی ہی کمان میں اپنی کمان کو داخل کر دیا اور اس طرح جہاں خدا تعالیٰ کا تیر چلا۔ وہیں آپ کا چلا اور جس کی حمایت میں چلا آپ کا تیر بھی اسی کی حمایت میں چلا تو گویا کل صفات الٰہیہ کے آپ مظہر ہو گئے۔ چنانچہ حدیث شریف میں بھی ہے کہ۔ اوتیت جوامع الکلم۔ یعنے ہر قسم کے کمالات مجھے دئے گئے ہیں۔ جس کی تائید قرآن شریف کی اس آیت سے بھی ہوتی ہے کہ وعلم اٰدم الاسماء کلھا۔ پس آپ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات کے مظہر تھے۔ جن کا تعلق انسان کی ترقیات سے ہے اور قرآن شریف سے ثابت ہے کہ خاص خاص زمانوں میں اور خاص خاص ملکوں میں خدا تعالیٰ کی خاص خاص صفات کا ظہور ہوتا ہے پس پہلے تو یہ ہوتا تھا۔ کہ ایک خاص صفت الٰہیہ کے ظہور کے وقت اس زمانہ کے نبی کے کمالات اس کے متحمل نہیں ہو سکتے اس لئے ایک اور نبی بھیج دیا جاتا تھا لیکن اب خواہ کسی زمانہ میں کسی ملک یا قوم پر کسی صفت الٰہیہ کا ظہور ہونا ہو۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات اس صفت کو اخذ کرکے دنیا پر پھیلانے کے لئے موجود ہوتے ہیں اور اس وجہ سے اب کسی ایسے نبی یا رسول کے بھیجنے کی ضرورت نہیں رہتی جو آپ سے الگ ہو کر اپنا سلسلہ قائم کرے بلکہ جو کمالات بھی کہ انسان حاصل کر سکتا ہے وہ آپ ہی کے اتباع سے کر سکتا ہے۔

لیکن باوجود ان کمالات کے جو آپ میں پائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ آپ کی عبودیت ظاہر کرنے کے لئے فرماتا ہے ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم۔ تا ایسا نہ ہو کہ وہ کمزور فطرتیں جو آپسے بہت ادنیٰ درجہ کے انسانوں کو بھی خدا یا خدا کا بیٹا قرار دیتی رہی ہیں آپ کی شان کو دیکھ کر آپ کو بھی کوئی ایسا ہی خطاب نہ دیدیں۔ اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ اٰل محمد وبارک وسلم انک حمید مجید۔

معذرت۔ چونکہ قریب کے بعض گاؤں میں جہاں کہ رہنے والے مطبع بدر کے پریسمین وغیرہ ہیں بیماری ہے اور خود ملازمین کے لواحقین میں بھی شکایت ہے اس واسطے یہ اخبار دیر میں چھپا ہے اور دن تھوڑے رہ گئے ہیں۔ ۳۰ مارچ کو اخبار نہیں نکلیگا اور دونوں پرچے اکٹھے انشاء اللہ ۶ اپریل کو شائع کئے جاوینگے۔

الہ آباد کا جلسہ مذاہب

اور

ہماری شمولیت

از ڈاکٹر محمد حسین شاہ صاحب

(سلسلہ کے واسطے دیکھو بدر نمبر ۱۶ مورخہ ۱۶ فروری ۱۹۱۱ء)

آج اس جلسہ کا دوسرا دن تھا اور تجویز دادہ پروگرام کے مطابق حضرت قبلہ مولوی محمد علی صاحب کی طرف سے بحیثیت وکیل اسلام مضمون پڑھا جانا تھا۔ علی الصبح ہم کو یہ خیال ہوا کہ ٹھیک وقت سے اطلاع ہو جاوے جس وقت کہ ہمارا پرچہ پڑھا جاویگا۔ اس امر کی دریافت کے لئے سید غلام غوث صاحب جو احمدی معاملات میں بڑی دلچسپی لیا کرتے ہیں۔ صبح صبح دفتر کانفرنس میں گئے۔ واپسی پر انھوں نے ہم کو حیران کر دیا۔ جب اونھوں نے اطلاع دی کہ منتظمین کی رائے بدل گئی ہے۔ کہ آج مولوی محمد علی صاحب کے پرچہ کے لئے وقت دیں کیونکہ اون کے خیال میں کل کا خواجہ صاحب والا پرچہ کافی ہے اس خبر نے ہمیں حیرت میں ڈالدیا۔ دراصل حسد بری بلا ہوتی ہے۔ ایک کی کامیابی جب عام نکتہ چینی کی حدود سے بالا ہو جاتی ہے۔ تو لوگ پھر اس کے پبلک میں آنے پر نئی نئی قسم کی روکاوٹیں ڈالتے ہیں یہی وجہ اس تبدیلی کی تھی۔ وہ لوگ دیکھ چکے تھے کہ کس طرح گزشتہ روز اسلامی پرچہ سب پر غالب رہا اور مولوی محمد علی صاحب کی قابلیت کو وہ کلکتہ کے اجلاس میں بھی دیکھ چکے تھے اس لئے اون کو یقین تھا کہ آج دوسرا اسلامی پرچہ بھی فتح کا ڈنکہ بجائیگا۔ ہم نے یہ فوراً سمجھ لیا کہ اون کے فیصلہ کو توڑنا کوئی آسان کام نہ ہوگا۔ اس لئے عاجز راقم اور خواجہ صاحب دفتر کانفرنس میں گئے۔ وہاں دونوں سکرٹری جلسہ موجود تھے اور پروگرام مطبع میں جانے کو تھا۔ کہ ہم نے روک دیا۔ اور اون سے گفتگو کی۔ عذر بظاہر اونہوں نے یہ کیا کہ یہ دونوں پرچے ایک ہی فرقہ کی طرف سے ہیں اس لئے ایک پرچہ فرقہ کی طرف سے کافی ہے بجواب جب انھیں یہ کہا گیا کہ جب تم نے تمام مذاہب کے دو دو تین تین پرچہ مختلف فرقوں کے قبول کئے ہیں اور خصوصاً ہندو مذہب کی ہر ایک شاخ کو اس قدر دکلا پیش کریں گے۔ تو نہایت ناانصافی ہے۔ کہ اسلام کیطرف سے ایک پرچہ پڑھا جاوے۔ علاوہ ازیں یہ امر اون کو یاد دلایا گیا کہ مولوی محمد علی صاحب کو اونھوں نے خود مدعو کیا ہے اور خواجہ صاحب کو انہوں نے اصحاب علیگڈھ اور لاہور کے لکھنے پر بطور وکیل اسلام طلب کیا ہے تو پھر ان کا کیا حق ہے۔ کہ اب وہ دونوں کے لئے جگہ نہ دیں۔ اگر ہوتی تو کسی اصول پر یہ تبدیلی ہوتی۔ تو کچھ جواب بھی ہوتا۔ لیکن مشکل تو یہ تھی کہ دراصل فتح اسلام اون کو مصیبت میں ڈال ہی تھی بہرحال اسی حیث بحث میں ہم تھے۔ کہ مردے از غیب بروں آید و کارے بکند والا معاملہ ہوگیا۔ عین اسی وقت جسٹس متر آگئے۔ انہوں نے خواجہ صاحب کو دیکھتے ہی تعظیم اور محبت سے ملاقات کی اور کچھ منٹ ان کے گذشتہ پرچہ کی تعریف کرتے رہے اور پھر اون سے سبب اون کے صبح صبح آنے کا پوچھا۔ خواجہ صاحب نے مختصر الفاظ میں ذکر کیا اونہوں نے یہنے متر صاحب نے سکرٹریوں سے کچھ دریافت کیا نہ کچھ تامل کیا۔ پروگرام کو ہاتھ میں لیا اور سب سے پہلے جو پرچہ پڑھا جانا تھا۔ اوس کو کاٹ کر مولوی محمد علی صاحب کا نام لکھدیا اور کہا کہ اگر ان اصحاب کی مراعات نہ کی جاوے تو پھر مجھے نہیں سمجھہ آتی کہ اور کون ان سے زیادہ مستحق مراعات کا ہے اور یہاں تو مراعات کا بھی سوال نہیں۔ ہم نے تو خود اون کو مدعو کیا ہے اور ہم کو موقعہ دینا بھی ضروری ہے ایک عجیب نصیحت خیز بات جو اس موقعہ پر دی گئی وہ یہ تھی۔ کہ کسی سکرٹری یا منتظم جلسہ نے جسٹس متر کے اس فیصلہ پر ایک منٹ کے لئے بھی تامل نہ کیا۔ اور اس کو حکم تقدیری سمجھا۔ خواجہ صاحب نے راستہ میں بھی ہمیں کہا کہ ہو بہو جس طرح ججی کی کرسی پر بیٹھ کر یہ لوگ دو منٹ میں فیصلہ کر دیا کرتے ہیں اسی طرح جسٹس متر نے اس معاملہ متنازعہ کا بھی فیصلہ کر دیا۔ ہم گھر واپس آئے اور اپنے برادران الہ آباد کو اوس نعمت سے بہرہ یاب ہو کر بارہ بجے کے قریب ہال میں ہوپہنچے۔ چند منٹوں میں ہال بھر گیا۔ بھجنیں گائے جانے کے بعد دعا ہوئی۔ اور سر جارج ناکس الہ آباد ہائیکورٹ کے جج پلیٹ فارم پر آئے۔ آپ کمیٹی استقبالیہ کے پریسیڈنٹ تھے۔ اور کل بوجہ عدم تعطیل تو نہ آسکتے تھے اس لئے آج آپنے اپنا استقبالی اڈریس خوش آمدید پڑھا۔ سر جارج ناکس کی شمولیت گویا اوس ہمدردی کا ثبوت تھی جو گورنمنٹ کو اس جلسہ سے ہے۔ آپنے محبت بھرے الفاظ میں حاضرین کو خوش آمدید کہا۔ ہر مذہب کی خوبیوں کا اعتراف کیا۔ اور پھر ایک میں تین اور تین میں ایک کی باریک فلسفہ پر روشنی ڈالنی پسند نہ فرماکے آپ نے عیسائی مذہب کی وکالت اخلاقی تعلیم کے پہلو سے کی۔ آپ کی تقریر کیا بسبب عہدہ اور کیا بسبب لہجہ بے حد پسند کی گئی۔ اور آپ کے بعد مولوی صدرالدین صاحب مولوی محمد علی صاحب کا پرچہ پڑھنے کے لئے بلوائے گئے۔ خواجہ صاحب کے بعد اسلام کی حمایت میں مولوی صدرالدین صاحب کا سٹیج پر آنا بلحاظ قد و قامت ایک شاعر مزاج کو صنعت تضاد کا لطف دئے بغیر نہیں رہ سکتا تھا کہاں وہ بسطۃ فی الجسم اور کہاں یہ لاغر ہلکے پھلکے اعضاء۔ کہاں وہ گرجنے والی بلند آواز۔ اور کہاں یہ خوش الحان شیریں لہجہ۔ مولوی صاحب نے سٹیج پر جاتے ہی نصف رکوع قرآن کریم سے تلاوت فرمایا۔ اللہ اللہ قرآن کریم اور پھر مولانا کی خوش الحانی۔ چودہرانی سرلا دیوی کے سریلے گیتوں سے جن سے کہ کل جلسہ کا افتتاح ہوا تھا کہیں بہت زیادہ موثر اور دلکش ثابت ہوا۔ یوروپین عورتیں اور کثرت سے غیر مسلم اصحاب ہماری طرح ہی وجد میں سر ہلا رہے تھے۔ مولانا مولوی محمد علی صاحب کا پرچہ اور اس کو پڑھنے والے مولوی صدرالدین صاحب ایک خاص اثر پیدا ہو رہا تھا۔ میں گذشتہ دن کی بابت یہ کہنا بھول گیا۔ کہ اکثر پرچوں میں بھی قدرے تلخی تھی۔ کہ تیس منٹ سے اگر دو تین منٹ بھی زیادہ کوئی پڑھنے والا وقت لے لیتا۔ تو فوراً سکرٹری جلسہ کی طرف سے کوئی نہ کوئی آدمی فرشتہ اجل کی طرح پرچہ پڑھنے والے کے سر ہو جاتا تھا۔ اور اس کو بند کرنے پر مجبور کرتا یہاں پرچے نے وہ کیفیت پیدا کر دی کہ تیس منٹ مقررہ کی جگہ پچاس منٹ گزر گئے۔ اور کسی منتظم جلسہ کو خیال تک بھی نہ رہا۔ کہ مولوی صاحب کو روکا جاوے۔ دراصل تقریر ہی وہ جادو ہے جو اپنے سامعین پر خاص اثر پیدا کرکے اون کو سب باتیں فراموش کرا دیتا ہے ہمارے پرچہ میں ارکان اسلام کا فلسفہ نہایت ہی حکیمانہ طرز پر لکھا ہوا تھا۔ بقول نامہ نگار پیسہ اخبار کوزہ میں دریا بند تھا پچاس منٹ پر کچھ اور منٹ گزرے اور مولوی صاحب نے اپنا پرچہ تمام و کمال ختم کیا۔ دوران تقریر میں کئی مواقع پر ہال چیئرز سے گونج اٹھا۔ اور تو اور مولوی صاحب کا انگریزی تلفظ بوقت قرأت آپ کا لب و لہجہ آپ کی تمام شکل و شباہت کچھ ایسی دلکش ثابت ہوئی کہ سٹیج سے اترتے ہی چند یوروپین لیڈیز نے آپ کو مبارک دینے کے بعد آپ کے پتہ کا تبادلہ کیا۔ آپ کے تلفظ کی دلفریبی از حد سراہی گئی یہ ایک مزید بات تھی جو پرچہ کی خوبی کے علاوہ تسلیم کی گئی۔ خواجہ ہمارے خواجہ صاحب

نا راض ہی ہوں یہ وہ باتیں ہیں جو انہیں نصیب نہیں ہوئی۔

مولوی صدر الدین صاحب کے پرچہ کے بعد بھی کئی ایک اور پرچہ پڑھے گئے۔ لیکن ایک پہلو سے نہایت ہی خوش کن پرچہ وہ تھا۔ جو آریہ سماج کی طرف سے گروکل کانگڑی کے پروفیسر رام دیو بی۔ اے نے پڑھا۔ مضامین اور زبان کے لحاظ سے تو یہ پرچہ چنداں قابل گرفت نہ تھا۔ لیکن آپ (رام دیو) کی قرات نے نہ صرف اس پرچہ کا ہی خون کیا بلکہ زبان انگریزی کی گردن پر آپنے اُلٹی چھری پھیر دی۔ آپ کا پرچہ اس قدر لمبا تھا۔ کہ اگر اُسے اس طریق پر پڑھا جاتا کہ جس سے سامعین کچھ سمجھ سکیں تو یہ پرچہ شاید دو گھنٹوں میں ختم ہوتا لیکن پروفیسر رام دیو نے ہی چاہا کہ اُسے آدھ گھنٹہ میں ختم کردے۔ پھر کیا تھا۔ ایک تیز ترین اکسپرس ریل گاڑی چل پڑی جو چھوٹے اسٹیشن چھوڑ بڑے سے بڑے اسٹیشنوں پر بھی کھڑا ہونا یا ٹھہرنا نہیں چاہتی تھی۔ کئی دفعہ سامعین میں شور اُٹھا۔ اور کہا گیا کہ پروفیسر صاحب آہستہ پڑھیں۔ لیکن وہاں سُرعت کلامی کا بھوت سر پر سوار تھا۔ ہر شور پر ایک دو منٹ کے واسطے پروفیسر صاحب آہستگی اختیار کر لیتے لیکن پھر آپ اسی تیزی میں آجاتے۔ الغرض پندرہ بیس منٹ کی کوشش کے بعد سامعین نے آپ کو اپنے حال پر چھوڑ دیا اور تقریر کے ختم ہونے پر ایک زبردست چیرز کے ذریعہ سامعین نے اوس آسائش و آرام پر جو انہیں [illegible] خوشی ظاہر کی۔ جو اون کے کانوں کو نصف گھنٹہ کے بعد نصیب ہوئی۔

یہ پرچہ آریہ سماج کے کسی معمولی وکیل کی طرف سے نہ تھا۔ یہ گوروکل کانگڑی کے دماغوں کا نچوڑ تھا اور اون خیالات کو ظاہر کرتا تھا جن کی کاربند آریہ سماج کی عالم اور بھاری شاخ ہے اس پرچہ نے ایک حد تک اس جدّوجہد اور مباحلہ کا خاتمہ کر دیا۔ جو ہم میں اور آریہ سماج میں ہمیشہ سے تھا اور جس غرض کی حصول کے لئے خواجہ صاحب نے ان دو سالوں میں ایک ہی مضمون پر پنجاب کے مختلف شہروں میں لکچر دئے بات یہ ہے کہ آریہ سماج والے اپنے مُسلّمات کے رُو سے وید کے سوا کسی اور جگہ یا کسی اور قوم میں الہامی روشنی یا الہامی تعلیم کے قائل نہیں بلکہ وید مت کے سوا ہر ایک دوسرے مذہب کو است سمجھتے ہیں۔ یہی تعلیم کل ستیارتھ پرکاش میں ہے اگرچہ ستیارتھ پرکاش کا دیباچہ اس اصُول کے مخالف ہے۔ اور اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ روشنی اور صداقت دوسری جگہ بھی ہے اور یہی وجہ ہے۔ کہ بعض آریہ سماجیوں کے نزدیک صرف ستیارتھ پرکاش کا دیباچہ ہی سوامی دیانند کا لکھا ہوا ہے اور باقی کتاب الحاقی ہے۔ بہر حال اگر ستیارتھ پرکاش کے دیباچہ کو چھوڑ کر باقی سماجک لٹریچر دیکھا جاوے۔ تو یہی بات نظر آتی ہے کہ سماجک اصُول کے رُو سے وید کے سوا کہیں اور صداقت نہیں آئی۔ اور آریہ ورت کے سوا کہیں اور آفتاب الہام نہیں چمکا۔ اس بے ہودہ اصول کی حکیمانہ اصُول پر مخالفت نہایت ہی مؤثر الفاظ میں حضرت اقدس علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے پیغام صُلح کے ابتدائی صفحوں میں کی۔ اور اس اصُول کو نہایت وسعت اور قابلیّت کے ساتھ خواجہ صاحب نے ہر ایک شہر میں جاکر برتا۔ ایک طرف آریوں کو اور دوسری طرف غیر احمدیوں پر یہ بیرہن کیا۔ کہ خدا کا الہام نہ کسی قوم کے ساتھ والستہ ہے اور نہ کسی مکان و زمان تک محدود رہ سکتا ہے۔ وہ خدا جس کا آفتاب ہر جگہ اور ہر مقام پر اور ہر وقت ہے اس کا آفتاب الہام بھی ہر جگہ اور ہر قوم میں اور ہر وقت چمکا اور چمکتا ہے اور چمکیگا۔ یہ امر مُسلّم ہے کہ ان لکچراروں کو ہر جگہ سماجک ممبروں نے کافی تعداد میں دلچسپی سے سُنا۔ اور اون براہین قاطعہ پر غور کیا۔ چنانچہ پچھلے سال جب ایک امرتسری مولوی نے سیالکوٹ میں مناظرین سماج سے اون اعتراضات کا جواب مانگا۔ جو بقول امرتسری صاحب خواجہ صاحب نے ہر شہر میں جاکر آریہ سماجیوں کا دروازہ کھٹکھٹا کر طلب کئے تو اون کی طرف سے یہ جواب ملا۔ کہ خواجہ صاحب کے اعتراضات ہمارے زیر غور ہیں اور ہم ان کے جواب کے فکر میں ہیں بحمد اللہ پروفیسر رام دیو نے اپنی تقریر میں یہ کہہ کر ان اعتراضوں کا خاتمہ کر دیا کہ صداقت اور روشنی کسی ملک سے والستہ نہیں بلکہ کوئی ملک اور قوم اس سے خالی نہیں۔ خدا تعالیٰ نے ہر ایک جگہ اپنی منشا کا علم دیا۔ پروفیسر موصوف نے اس عامہ اصُول کے بعد صاف الفاظ میں اعتراف کیا۔ **کہ پیغمبر محمدؐ بھی روشنی اور صداقت عرب میں لائے** اور اسی طرح اور قوموں کے نبیوں کی تعلیم صداقت سے خالی نہیں۔ اللہ اللہ گوروکل اور آریہ سماج کا پروفیسر اور جلسہ مذاہب میں یہ اقبالی ڈگری بحق حضرت اقدس مرزا صاحب مغفور دے۔ دراصل ہمارا اون کا جنگ ہی یہی تھا وہ کہتے تھے کہ وید کے بعد الہام کا دروازہ بند ہے اور کوئی دوسری کتاب الٰہی صداقت سے بہرہ یاب نہیں ہوئی۔ اور ہمارا جواب یہ تھا کہ خدا کے عرفان اور الہام سے نہ کوئی قوم خالی رہی اور نہ کسی خاص وقت تک محدود رہا۔

حضرت اقدس علیہ السلام کی زندگی میں وہ لوگ اسی بات پر تُلے رہے۔ آج تک ان کی تحریریں اسی پر زور دے رہی تھیں۔ کہ وید کے سوا کہیں اور روشنی نہیں۔ لیکن آج پروفیسر صاحب کچھ اور کہہ رہے ہیں۔ خواجہ صاحب کے جن دلائل نے یہ باتیں دو سال کے بعد سماج کے بیشتر حصّہ سے اقرار کرائیں یہ تو وہی تھیں جن سے براہین احمدیہ مملو ہے اور جن سے حضرت اقدسؑ کی دیگر پاک تصانیف معمور ہیں اور جن پر ایک حکیمانہ بحث پیغام صلح میں کی گئی ہے بات صرف یہ ہے کہ یہ ساری کی ساری باتیں کتابوں میں ہیں اور عام طور پر کتابیں لوگ پڑھتے نہیں ایک شخص ہم میں سے نکلا اس نے پنجاب کے مختلف شہروں میں لکچر دئے۔ لکچروں کا عنوان "قرآن کریم اور وید مقدس" اپنے اندر کافی دلچسپی رکھتا تھا۔ کہ سماجیوں کی ایک کافی تعداد اون لکچروں میں آجاوے اور یہ تو مخالف و موافق اخبار مانتے ہیں کہ احمدی لکچرار کی تقریر گھنٹوں تک اپنے سامعین کو بٹھائے رکھتی ہے انہوں نے آکر خواجہ صاحب سے وہی باتیں سُنیں۔ جو حضرت صاحب نے مدتوں پہلے لکھدی تھیں لیکن ان لوگوں نے آج تک ان لکھی ہوئی باتوں کو دیکھنے یا سننے کی کبھی تکلیف نہ کی۔ آخر یہ باتیں معقولیت اپنے اندر رکھتی تھیں۔ آہستہ آہستہ معقولیت نے ضدیّت پر غلبہ پایا۔ ہر ایک شہر میں جہاں کہیں لکچر ہوا۔ سماجیوں میں کھلبلی پڑی سماجی لکچرار بلوائے گئے۔ سوامی درشنانند نے ایک دو شہر جاکر بالمقابل تقریریں کیں۔ لیکن سوامی درشنانند نے اون دلائل حکیمانہ کی طرف رُخ نہ کیا۔ جو خواجہ صاحب نے پیغام صُلح میں سے اقتباس کرکے دیں۔ کہ جب سُورج۔ بادل۔ ہوا۔ پانی اور دیگر مظاہر قدرت انسان کی جسمانی ضروریات کے لئے ہر جگہ ہر قوم میں اور ہر وقت موجود ہیں تو الہام جس سے انسان کی رُوحانی ضروریات والبستہ ہیں۔ وہ کیوں ایک ملک اور ایک قوم اور ایک خاص وقت تک محدود رہے اس کا جواب درشنانند جی کو آسکتا تھا نہ انہوں نے دیا۔ احمدی لکچرار کا مطالبہ ہر شہر میں جاری رہا اور درشنانند جی راولپنڈی۔ سیالکوٹ اور گوجرات میں تو گئے لیکن اور شہروں میں نہ جاسکے۔ آخر یہ جواب ملا۔ جو پروفیسر رام دیو نے دیا کہ حضرت **محمدؐ** بھی صداقت اور نور دنیا میں لائے۔ یہ **احمدی قوم کی عظیم الشان فتح ہے کہ جنہوں** نے کم از کم اوس **عظیم الشان صداقت کو یعنے مسئلہ تکرار الہام** کو سماج کے ایک بھاری حصّہ سے منوالیا۔ پروفیسر رام دیو کا یہ کہنا کہ صداقت اور نور تو ہر جگہ ہے۔ لیکن سب کتب کے لئے وید بمنزلہ مادر کے ہے ہمیں کوئی تکلیف نہیں دیتا۔ کیا دنیا میں ہر ایک ماں اُن خوبیوں کی مالک ہوتی ہے۔ جو اسکی اولاد میں ہوتی ہیں یا اکثر طور پر اولاد میں وہ جوہر ہوتے ہیں۔ جو ماں میں مطلق نہیں ہوتے۔ اور اب تو ماں کے خط و خال

بھی ضعیفی کے ساتھ قائم نہین رہے۔ اون خط و خال کے مدہم پڑ جانے نے اوس عجوزہ کی شان دلربائی کو خاک مین ملا دیا ہے۔ خط و خال سے میری مراد زبان سنسکرت ہے۔ جس مین وید کا الہام تھا۔ جو زبان اب دنیا سے مٹ چکی ہے۔ اور جس سے وید کی اصلی خوبصورتی بھی قابل شناخت نہین رہی۔ اس عظیم الشان فتح سے ایک سبق بھی ہم کو ملتا ہے وہ یہ ہے کہ وہ حکمت کے جواہر اور موتی جو حضرت اقدس مرحوم کی تصنیف مین ہین اور جن پر اس وقت تک بسبب تعصب زمانہ کی نگاہ نہین اون کو کس طریق احسن پر دنیا کے سامنے لایا جاوے اور پھر دیکھا جاوے کہ وہ بیش بہا موتی کیون دنیا کی آنکھ کو چکا چوندہ کر کے اُسے احمدیت کا گرویدہ نہین کرتے۔ زمانہ علم دوست ہے۔ وہ خدا تعالیٰ کے نشان جو معجزات اور خوارق کے رنگ مین حضرت اقدس ع سے ظاہر ہوئے اون کے لئے مادی اور فلسفی دنیا سر دست طیار نہین۔ سُننے سے پہلے وہ نادانی سے انہین خلاف عقل قرار دے کر اس مضمون کو قابل غور نہین سمجھتے۔ حالانکہ وہ آیات اللہ ہی ہین انکو ان آیات اللہ کی قدر دانی کے لئے طیار کرنا ہمارا فرض ہے۔ اور میرے نزدیک وہ یہ ہے کہ الہی فلسفہ اور حکمت کے وہ بے بہا خزانے جو تصانیف حضرت اقدس ع مین ہین۔ اون کو آہستہ آہستہ بوجہ احسن آج کل کے تعلیم یافتہ اصحاب کے سامنے پیش کیا جاوے۔ ان مین حکیمانہ اور علمی مذہب کا مذاق پیدا کیا جاوے۔ دقت یہ ہے۔ کہ تعلیم یافتہ جماعت نے مذہب کا نقشہ یورپین فیلسوفون کے قلم سے کھچا ہُوا دیکھا۔ جن کے سامنے مذہب صرف عیسائیت تھا۔ اور خدا مسیح۔ چنانچہ ایسے خدا اور ایسے مذہب نے بہت بُرا اثر مغربی فیلسوفون کے دل پر ڈالا۔ اور وہ مذہب سے بحیثیت مذہب بیزار ہو گئے یہی حالت انگریزی تعلیم یافتہ مُسلمانون کی ہے۔ لیکن وہ قومی عصبیت کے باعث جو ابھی تک مسلمانون مین مر نہین گئی باتین سُننے کو آ جاتے ہین اگر انہین کسی معقول طریق پر بُلایا جاوے اور پھر اون کے سامنے وہ جواہر اور موتی پیش کئے جاوین جو ہمارے پاس ہین۔ وہ یقیناً گرویدہ ہو جاوین اور اس کے عاشق ہو جاوین گے۔ کہ جو اصلی مالک ان خزانون کا ہے۔ ہمارے منکر مُلّاں لاکھ کوششین کرین وہ ہمارے مقابل ہیچکارہ ہین۔ اس بات کا تجربہ ہمین اس لیکچر سے ہُوا ہے جو ۲۱۔ فروری کو محمڈن یونیورسٹی پر لاہور اسلامیہ کالج مین دیا گیا

پروفیسر رام دیو کے لکچر کے بعد دوسرے اجلاس کا پہلا حصہ ختم ہُوا۔ اور مولوی صدر الدین صاحب نہایت عزت واحترام کے ساتھ منتظمین جلسہ کے ذریعہ ریفرشمنٹ روم مین پہونچائے گئے۔ یہ اس بات کا ثبوت تھا۔ کہ آج کی کارروائی کے آپ ہیرو ہین۔ ہم سب نے سجدات شکر ادا کئے اور نماز ظہر و عصر مین شریک ہو گئے۔ نماز کے بعد پھر جلسہ شروع ہُوا۔ لیکن ایک بھی پرچہ ایسا نہ پڑھا گیا کہ جس کا کچھ تذکرہ کیا جاوے۔ یہ صرف ہماری ہی رائے نہین بلکہ ہندو مسلمان کرسچن اخبارات نے اسلامی پرچون کے علاوہ صرف مسٹر اسحٰق کا یا ایک آدھ کسی اور پرچہ کا ذکر کیا ہے۔ اور کسی اور پرچہ کو کسی قسم کی خصوصیت نہین دیگئی۔

آج شام کو ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب کے لکچر کا اعلان تھا۔ اور جگہ بھی مولوی ولایت حسین کے مکان پر تجویز ہوئی تھی۔ آج مکانیت مین کسی قدر وسعت لیگئی۔ اور تعلیم یافتہ گروہ کے علاوہ دیگر مسلم احباب بھی لاتعداد جمع تھے۔ چنانچہ ایک کافی تعداد اس موسم سرما مین آسمان تلے کھڑی ہے۔ ڈاکٹر صاحب جیسے کہ پہلے لکھا جا چکا ہے نہ جا سکے اور یہ کام اہل شہر کی خواہش سے خواجہ صاحب کے سپُرد ہُوا۔ مولوی صدر الدین صاحب کے مضمون ضرورت الہام کا وہی حصہ ختم ہو سکا تھا۔ جو برہمو سماج کے متعلق ہے۔ آپ کے لکچر کا وہ حصہ جو آریہ سماج سے تعلق رکھتا تھا وہ باقی تھا۔ اس لئے خواجہ صاحب نے اعلان کیا۔ کہ بجائے اس کے کہ مین کوئی مضمون شروع کرون جو تین چار گھنٹے مین ختم نہ ہو سکے بہتر یہی معلوم ہوتا ہے کہ مین مولوی صدر الدین صاحب والا مضمون مکمل کر جاؤن۔ چنانچہ آپنے وہی مضمون شروع کیا اس کا اثر اور اس کی قبولیت اسی قسم کی تھی جیسے کہ ہر جگہ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے ہمین دے رکھی ہے۔ ساڑھے تین گھنٹہ تک متواتر تقریر ہوتی رہی اور کوئی فرد بشر اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ اگرچہ جنوری کا مہینہ تھا اور ایک کافی تعداد سامعین آسمان تلے کھڑی تہی۔ آخری حصہ تقریر کا بہت مفید اور مُوثر تھا اور در اصل احمدیت کی تبلیغ تھی۔ خواجہ صاحب نے یہ ثابت کر کے کہ وید کے بعد بھی الہام جاری ہے اور قرآن کریم .. ہی خاتم الکتاب ہے اور قرآن ہی کل ملکون اور قومون کے لئے ایک کامل کتاب ہے۔ آخر مین یہ بھی بیان کیا کہ اصلی وجہ کیا ہے . . . . برہمُون نے الہام سے قطعاً انکار کیا اور عیسائیون اور دیگر اقوام نے اور آریون نے جزواً۔ اصل بات یہ ہے کہ ان قومون مین صاحب الہام نہ رہے ان کی کتاب کی بنا الہام تھی ان مین کوئی صاحب الہام نہ تھا اس لئے کتاب کو الہامی اوسی صورت مین یہ لوگ مان سکتے تھے۔ جب الہام کے وجود کے قائل رہین اور صاحب الہام کا نہ ہونا کسی اور طرف لے جا رہا تھا ان لئے انہون نے تسلیم کر لیا کہ ان کی کتاب کے بعد الہام ہوا ہی نہین۔ برہمو ان لوگون سے زیادہ عقلمند نکلے۔ کہ جب ایک خاص وقت کے بعد الہام نہین۔ تو پہلے بھی الہام نہ تہا۔ بہر حال الہام کا قطعاً یا جزواً انکار اقوام عالم نے صرف اس لئے کیا کہ دنیا مین الہام پانے والے نہ رہے۔ اسلام پر بھی خدانخواستہ یہی موت وارد ہوتی اگر صاحب الہام نہ ہوتے۔ لیکن خدائے اسلام نے یہ دروازہ کھُلا رکھا۔ ہر صدی ہر ملک ہر شہر ہر قوم ہر آبادی مین اہل اللہ پیدا ہوئے۔ کوئی جگہ خالی نہین جہان شیران اسلام نہین ہوئے یہی صداقت اس حدیث شریف سے ظاہر ہوتی ہے۔ جس مین صدی کے سر پر مجدد آتا ہے ذکر کیا گیا ہے۔ الغرض کوئی وقت اور زمانہ خدا کے مجدد اور ملہم سے خالی نہین ہُوا۔ اور ہمارا اپنا زمانہ اور وقت بھی ایسے مجدد اور ملہم سے خالی نہین۔ کہ جس کے ہم احمدی متبع ہین اور اگر اسے قبول نہ کیا جاوے۔ تو پھر ہمارا زمانہ اس صداقت سے خالی رہ جاتا ہے۔

یہ تو بیان ہی ایسا تھا کہ جو احسنت اور مرحبا اور قبولیت اپنے اندر لئے ہوئے تھا۔ لوگ شادان اور فرحان متقاضی ہوئے۔ کہ اس سلسلہ لکچر ہا کو ابھی رکھا جاوے اور کم از کم ایک دو لکچر انگریزی زبان مین ہون لیکن حضرت قبلہ خلیفۃ المسیح کے ارشاد کی تعمیل مین ہم آج کے بعد الہ آباد ٹھہر نہ سکتے تھے۔ ہمین ایک بزرگ کی خدمت مین حاضر ہو کر اوس سے بعض مسائل پر گفتگو کرنے کا حکم تھا اس لئے مجبوری تہی۔ جس پر پریذیڈنٹ جلسہ نے خواجہ صاحب کو مخاطب کر کے اس شعر پر جلسہ کو ختم کیا ؎

دیدار مے نمائی و پرہیز مے کُنی
باز ار خویش و آتش ما تیز مے کُنی (باقی آئندہ)

پیسہ اخبار پیسہ اخبار کے چند مخالفانہ مضمون حضرت خلیفۃ المسیح ع کی خدمت مین پیش ہوئے۔ فرمایا یہ ہمارا پکا اور سچا دشمن ہے ہمیشہ سلسلہ کے خلاف لکھتا رہتا ہے ہم تو پھر بھی اُسے کچھ نہین کہتے حوالہ بخدا کرتے ہین۔ بدی ہے تو اس کے پیش خود آ جائیگی۔

غیر احمدی فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح نے۔ ہم غیر احمدیون کو غیر احمدی کہتے ہین اور جو ہم پر کفر کا فتوے لگاتے ہین انکا کفر بموجب حدیث ان پر لگتا ہے۔ ہم اپنی طرف سے کچھ نہین لگاتے ؎

مباحثہ گوجرہ کی اصل کیفیت

(نوٹ)

اڈیٹر پیسہ اخبار کو شرم کرنی چاہیئے کہ وہ سلسلہ احمدیہ کے برخلاف ہمیشہ غلط اور شرارت آمیز تحریرین شائع کرتا رہتا ہے اور پھر یہ دعویٰ ہے کہ ہم مسلمانون مین اتحاد پھیلاتے ہین ۔ اڈیٹر

جناب ایڈیٹر صاحب روزانہ پیسہ اخبار ۔ ۱۳ مارچ ۱۹۱۱ء کے روزانہ پرچہ مین ایک مضمون بعنوان چند مسلمانون کے نام سے ایک غلط مضمون جن کی بابت کہ ان کو خود بھی کچھ خبر نہین ایک گندم نما جو فروش میان محبوب عالم نے ان کے نام پر درج اخبار کرایا ہے۔ جن کا نام غلطی سے اونھون نے عام مسلمانون اور مرزائیون کی صلح رکھا ہے ۔ اور صریح ایسی ایک بات کو پریس مین لے جا کر پبلک اور ایک جماعت کو دہوکہ دیا ہے چون کہ جھوٹے کو ہمیشہ خدا ذلت دیتا ہے اس لئے خود انہون نے اپنے ہاتھ ذلت کو خریدا اور ایک جھوٹ بول کر خدا کی لعنت کے نیچے آگئے ۔ اوّل وہ لکھتے ہین کہ گوجرہ مین بوررڈنگ ہوس واشاعت تعلیم اسلامیہ کے بنانے کے واسطے ایک انجمن قائم ہے جس کا ابھی تک کوئی نام ونشان نہین ۔ ہان البتہ ایک دفعہ گوجرہ مین خاص قصبہ کے چار آدمیون نے انجمن قائم کرنے کا ارادہ کیا تھا ۔ جو کہ باتون ہی باتون مین رہ کر پورا نہ ہوا ۔

جس وقت اس عاجز نے بیعت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جناب حضرت خلیفۃ المسیح ؑ سے کی ۔ اس وقت میان محبوب عالم کو جو خود بخود اس جگہ کی مسجد کا امام بنا ہوا ہے سخت ناگوار صدمہ پہونچا ۔ کیون کہ اس کا بازو ٹوٹ گیا میرے بیعت کرنے پر چند بھائیون نے صداقت کو جان کر بیعت حضرت مسیح موعود ؑ کی حضرت خلیفۃ المسیح ؑ سے کر لی جس سے اُن کا اور بھی زیادہ تن بدن جل گیا ۔ چون کہ قصبہ کی آبادی مین جو لوگ آباد ہین اون کو چندان دین کے علم سے خبر نہین ان کو میان جی نے بھڑکانا شروع کیا اور محمد عظیم کاتب سکنہ گکھڑ حال وارد لاہور کو اس جگہ بلایا اور شور کرنا شروع کیا ۔ اور بندہ کو بھی بلایا ۔ جب میان محمد عظیم سکنہ گکھڑ سے اس عاجز کی بات چیت وفات عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ مین ہوئی تو اُس نے لفظ متوفی کے بارے مین یہ جواب دیا ۔ کہ اصل مین رافعک کا لفظ پہلے ہے اور متوفی کا لفظ بعد مین ہے جس کے جواب مین بندہ نے یہ کہا کہ اب قرآن مجید کے لفظون کو بھی آگے پیچھے کرنے کی جرأت ہوگئی ۔ جس کا جواب اُنہون نے یہ دیا ۔ کہ عربی مین یہ قاعدہ ہے کہ لفظ آگے پیچھے کر سکتے ہین ۔ مین نے کہا عربی مین کر سکتے ہو نہ کہ قرآن مجید مین ۔ کیون کہ مضمون نویس خود اس بات کو مانتے ہین کہ جب مولوی سے آکر سوال کیا تو بجائے محمد عظیم کے تنگ آکر اقرار کرنے کے ہمارا تنگ آنا لکھدیا ۔ پھر جب میان محمد عظیم سے شانِ نزول کی بابت پوچھا ۔ تو اس نے جواب دیا کہ مجھے کچھ خبر نہین ۔ اور نہ مجھے یہ بات بتانے کا علم ہے اور نہ قرآن مجید مین شان نزول لکھا ہوا ہے اور نہ قرآن مجید مین شان نزول ہے ۔ پھر جب تفسیرین پیش کی گئین تو تفسیرون مین لفظ متوفی کے معنے موت نکلے ۔ لیکن اونھون نے کہا کہ ہم تفسیرون اور حدیثون کو بالکل نہین مانتے ہین افسوس کہ حضرت مسیح موعود کی مخالفت مین اب یہ لوگ قرآن اور حدیثون سے بھی انکار کر گئے ہین ۔ جمعہ کا روز مناظرہ کے واسطے مقرر ہوا جس کے لئے ہمارے علماء صاحبان دار الامان قادیان سے جناب حافظ روشن علی صاحب جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی و مولوی شیخ غلام احمد صاحب بروز جمعرات گوجرہ مین تشریف لے آئے روز جمعہ کی صبح کو . . . . . ایک خط عربی مین میان محمد عظیم وغیرہ کو برائے شرائط مناظرہ لکھا کیونکہ روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء کے پرچہ مین علی پور کے جلسہ کے مضمون مین پیسہ اخبار نے میان محمد عظیم کو یہ سارٹیفکیٹ عنایت کیا ہوا ہے ۔ کہ جلسہ مین ایک میان محمد عظیم وعظ کرنے پر کھڑے ہوئے ۔ جن کو نہ کچھ علم دین کی خبر نہ علم مجلس کی ۔ ایک اندھے اور ایک حاجی کا قصہ جو کہ زبان زد عام ہے ۔ جھوٹ سے لاہور کا اپنا چشم دید واقعہ بیان کرکے حاجیون کو شرم سار کیا ۔ جس مین اس کے پیر میان جماعت علی شاہ بھی شامل ہون گے) ملاحظہ ہو روزانہ پیسہ اخبار مورخہ ۱۹ مئی ۱۹۱۰ء ۔ چونکہ میان محمد عظیم بزعم خود عربی کا عالم فاضل بنا تھا ۔ اور مجھے عربی سے ناواقف قرار دیا تھا اس لئے جناب مولوی غلام رسول صاحب راجیکی . . . . . نے ایک خط عربی مین برائے شرائط مناظرہ وحالات زیرہ لکھا ۔ جو کہ مندرجہ ذیل عالمون سے بھی پڑھا گیا ۔ ہرچند کہا گیا کہ اس خط کو پڑھ کر مع ترجمہ لوگون کو سناؤ ۔ تاکہ جو جو شرائط لوگون نے مقرر کرلی ہین کرلین ۔ جس کو میان ظفر علی ایڈیٹر رسالہ انوار الصوفیہ بغل مین دباتے رہے اور نہ میان محبوب عالم اور نہ میان احمد الدین واعظ بادشاہانی ضلع جہلم اور میان محمد عظیم کاتب پڑھ سکے ۔ اور لوگون کو کہا کہ اس کے پڑھنے کی کیا ضرورت ہے ۔ مگر ہم کہتے تھے کہ ذرا پڑھو ۔ اور عام لوگون کو سناؤ ۔ ورنہ ہم اپنے علماء صاحبان کو کسی جاہل کے سامنے پیش نہ کرین گے لیکن وہ اس عربی خط کو بغل مین چھپادین اور زبانی جمع خرچ اڑادیں چون کہ لوگ بے علم تھے ۔ ان کی چال کو نہ سمجھے ۔ مگر تاڑنے والے تاڑ گئے ۔ ½ ۹ بجے دن کے یہ خط اون کو دیا گیا تھا ۔ اب وہ ٹال مٹول کرنے لگے ۔ کیون کہ بھیان محمد عظیم و میان ظفر علی پسروری بمقام زیرہ ضلع فیروزپور مین مولوی غلام رسول صاحب راجیکی والون کے ہاتھ دیکھ چکے ہوئے تھے اور زیرہ مین فرار اختیار کر چکے ہوئے تھے ۔ خط کے دیکھتے ہی حواس باختہ ہو کر اور دیوار کا سہارا لیکر ہونٹون پر زبان پھیرنے لگے اور زیرہ کی یاد نے ان کو ٹال مٹول پر آمادہ کیا اس واسطے یہ الفاظ زبان پر لائے کہ بس اب مناظرہ کا وقت گذر چکا ہے ۔ اب دس بجنے والے ہین ۔ جس سے معلوم ہوا کہ لوگون کو دہوکہ دینے کے لئے پہلو تہی اختیار کی ہے بار ہا ہم نے جواب مانگا ۔ مگر بجائے جواب کے بدزبانی اختیار کی دیگر ان کو یہ ہی کہا گیا تھا ۔ کہ حفظ امن کا بندوبست کرنا ضروری ہے ۔ کیون کہ اتنا مجمع اکٹھا ہونا گورنمنٹ کے قانون کے برخلاف ہے کیون کہ یہ معاملہ مذہبی ہے ۔ جس مین فساد ہو جانے کا اندیشہ ہے اور ان لوگون کا طریقہ یہی ہے ۔ کہ جواب سے مجبور ہو کر فساد کرنے کے درپے ہو جاتے ہین جیسا کہ میان محمد عظیم اس سے پہلے ہی بدزبانی پر اُتر آیا تھا جس سے اُنہون نے انکار کیا اور مناظرہ فریقین کی مرضی سے بند کیا گیا اس کے بعد فریقین مین تحریرین ہوئین اور انہون نے تحریرون کو غلط شائع کیا ہے ۔ اور تمام واقعات بناوٹی بیان کرکے پبلک کو دہوکہ دیا ہے ۔ جس سے ایسے علماء کی حالت پر بہت افسوس آتا ہے ۔ جس مضمون پر ہمارے ساتھ ان کا مناظرہ تھا اس پہلو کو انہون نے چھوڑ دیا اور یہ اقرار کر لیا کہ اگر عیسےٰ علیہ السلام مرگیا ہوا ہے ۔ تو ہم کو کیا ۔ اگر زندہ ہے تو ہمارا اس سے کیا تعلق ہے جس کے جواب مین یہ کہا گیا کہ اب تک آپ عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر چڑھائے ہوئے تھے ۔ اور اب انکار کرتے ہو ۔ اور اون سے کنارہ کشی اختیار کرتے ہو

تحریرین جو مابین فریقین ہوئین

(جلال الدین احمدی گوجرہ کی تحریر)

مین جماعت احمدیہ گوجرہ کی طرف سے لکھتا ہون ۔ کہ جو شخص کلمہ طیبہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پڑھتا ہے اور تابعداری اللہ و رسول کی کرتا ہے ۔ وہ شخص مسلمان ہے اور ہم کو اس کی مسلمانی مین کوئی شبہ نہین ۔ ہان اگر کوئی شخص جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام مرزا غلام احمد صاحب

کو مسیح موعود نہین مانتا اور شرک نہین کرتا ۔ ہم اس کو مشرک نہین کہتے ۔ اگر علماء اپنے فتوات کفر و کذب جوکہ انہون نے حضرت مسیح موعود م پردئے ہوئے ہین واپس لیوین ۔ تو ہم نماز اکٹھی پڑھ لین گے ۔

تحریر جماعت مخالف

مین بحیثیت قاضی گرداور تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگہ علاقہ گوجرہ وقصبہ گوجرہ کی طرف سے لکھ دیتا ہون کہ جو شخص کلمہ طیبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پڑھتا ہے اور امت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے وہ مسلمان ہے ۔ چون کہ مرزا صاحب بھی امت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تھے اس لئے جو شخص انکو کافر یا کاذب کہے وہ خود بموجب حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کافر اور کاذب ہے ۔ اور جو شخص کسی احمدی مسلمان کو کافر یا جھوٹا کہے وہ خود کافر اور جھوٹا ہے اور ہم اپنے فتوات کفر و کذب واپس لیتے ہین لہذا یہ لکھدیتا ہون کہ سند رہے ۔

دستخط ۔ میان محبوب عالم قاضی گرداور تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگہ ۔

مہربانی فرماکر اصل تحریرین درج اخبار فرماکر استغفار اخبارون مین چھاپنے والون کو یہ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ شرمسار کرین ۔ کہ پبلک کو دہوکہ دینا کیسی شرمساری کی بات ہے مگر امید نہین کہ شرمندہ ہون ۔

پیسہ اخبار دیکھنے کے بعد مضمون نویسون سے دریافت کیا گیا کہ یہ غلط اور جھوٹے مضمون اخبار مین دے کر تم نے پبلک کو دہوکہ دیا ۔ جس کے جواب مین میان محبوب عالم نے یہ جواب دیا ۔ چون کہ ہم جماعت احمدیہ کو جھوٹا سمجھتے ہین اس واسطے ہم نے جھوٹ لکھا ہے ۔ پھر مضمون نویس نے ظاہر کیا کہ سب انسپکٹر نے جماعت احمدیہ کو جبراً ان کے مکان سے وعظ کرتے ہوئے نکال دیا ہے ۔ حالان کہ سب انسپکٹر نے ہم کو یہ کہا کہ ہمارے مکان پر چل کر وعظ کرو ۔ اصل واقع یہ ہے کہ وعظ بازار مین ہو رہا تھا ۔ اور ان عالمون کو للکارا گیا تھا کہ اگر کسی نے جواب سوال کرنا ہو ۔ تو اس وقت کرلو ۔ بجائے جواب سوال کرنے کے انہون نے ایک درخواست عدالت مین بدین مضمون دی ۔ کہ احمدی جماعت کے علماء پیغمبر خدا کو (نعوذ باللہ) گالیان دے رہے ہین اس لئے براہ مہربانی ان کا وعظ بند کیا جاوے ۔ چون کہ اس وقت ہمارا وعظ قریب اختتام تھا ۔ اس لئے ختم کیا گیا ۔

یہ صداقت ان لوگون نے اپنی ظاہر کی ہے ۔ مناظرہ کے روز سے دو روز پیشتر میان محبوب عالم و میان محمد عظیم نے قرآن مجید حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد ڈہونڈنے کی بجائے آریون اور سکھون مدد کی التجا کی ۔ کہ ہم کو کلیات آریہ مسافر اور اور کتابین جوکہ مسیح موعود کی مخالفت مین لکھی ہوئی ہین دو ۔ جن کے جواب مین انہون نے ہم سے افسوس ظاہر کیا اور کہا کیا مسلمانون کے پاس آپکے ساتھ مناظرہ کرنے کے واسطے کوئی کتاب نہین ۔ جو ہم سے کتابین مانگتے ہین ۔ اور ان کو بہی انہون نے بہت شرمندہ کیا لیکن کب وہ شرمندہ ہوتے تھے ۔ اگر ان کو کوئی شرم ہوتی ۔ تو پریس مین جھوٹے واقعات نہ دیتے ۔ دیگر جن شخصون کے دستخط مضمون کے نیچے ہوئے ہوئے ہین ان مین سے منشی نھتو خان ٹھیکہ دار و محمد دین محمد اسمٰعیل سود اگران چرم اخبار والے مضمون کے دستخط کرنے سے انکاری ہین وہ کہتے ہین کہ ہم کو خبر ہی نہین ہے جس سے معلوم ہوا کہ میان محبوب عالم نے خود لکھ دئے ۔ دیگر مضمون نویسندہ نے حضرت خلیفۃ المسیح کو متوجہ کرکے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات کی بابت انکار کرنیکا ذکر کیا ہے ۔ یہ کان کھول کر سنین ۔ کہ عاجز کی کس تحریر کے بموجب انکار کرتا ہے ۔ حضرت صاحب کے الہامات تو خدا کے فضل وکرم سے سچے ہین بلکہ اس نے اپنے پیر گولڑوی کو اپنی ہی تحریر سے کذاب وکافر قرار دیا ہے ۔ کیون کہ میان محبوب عالم چشتی نے خود لکھدیا ہے کہ جو شخص حضرت مسیح موعود کو کافر یا کاذب کہے وہ بموجب حدیث رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کافر و کاذب ہے ۔ راقم جلال دین ۔

اب اس تحریر سے وہ اپنے پیر . . گولڑوی کو بموجب تحریر اپنی کے کیا بناتا ہے اور دوسرے مکفرون اور مکذبون کو کیا سارٹیفکیٹ عنایت کرتے ہین اور یہ تحریر ان چارون مذکورہ بالا اشخاص کے مشورہ سے محبوب عالم نے لکھی تہی

فقط ٭ جلال الدین احمدی از گوجرہ ۔

درخواست دُعا

ازجانب خاکسار سراج الدین احمدی گکے زئی سمبڑیالوی از ٹانڈہ برد ڈریاست اندور ۔ جملہ بزرگان کی خدمت مین نہایت عاجزی سے التماس ہے کہ بہائے خدا میرے حال پر رحم فرماکر خاص محبت سے دُعا کرین کہ اللہ تعالیٰ مجھے عمل صالح کی توفیق عنایت فرمائے ۔ دوم حضرت خلیفۃ المسیح کی عمر دراز کرے اور اس گنہگار کو آپ کی زیارت سے جلد مشرف فرماوے ۔ سوم ۔ خاکسار اس وقت نار وے اور بخار سے سخت لاچار ہے ۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے شفاء بخشے ۔ چہارم ۔ خاکسار کی اور خاکسار کے رفیق میان عبد اللہ صاحب احمدی کی وصول ہبت سے خدا تعالیٰ اپنے فضل سے وصول کرادیوے ۔ پنجم ۔ میرا بھائی مسمی نیاز الدین جنونی ہوگیا ہے اسکو اللہ تعالیٰ تندرست کرے ۔ ششم ۔ میرے والدین کی مصیبتین اللہ تعالیٰ دُور کرے اور ان کو حضرت مسیح موعود ع کی پہچان بخشے اور نور ہدایت سے مالا مال کرے ۔ ہفتم ۔ خاکسار کو قرض سے سبکدوش کرے ہشتم ۔ یہ کہ تمام دینی و دنیاوی نعمتون سے مالا مال کرے ۔ نہم سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کی توفیق بخشے ۔ آمین ۔

اخبار شاد و ناصر

ملے میرے احمدی احباب یہ مثل مشہور ہے کہ مان بھی بچے کو بغیر روئے دُودھ نہین دیتی ۔ اور خدا کا فضل بھی دُعا و پکار کے بعد زیادہ نازل ہوتا ہے اور درخت سے پھل بھی بغیر ہلائے نہین گرتا ۔ اس بنا پر اس عاجز نے بار بار لکھنا شروع کیا ہے اور تجربہ و مشاہدہ بھی ہے کہ جس امر کے لئے کوشش اور پیروی صدق دل سے کی جاوے ۔ بفضل خدا وہ کام آخر ہو ہی جاتا ہے لہذا دور الضعفاء کے لئے میری کوشش بے جا نہین ہے بلکہ بامید کشائش یہ تحریک شروع کی گئی ہے اس بیل کو خدا ہی منڈھے چڑھائیگا ۔ اور بفضل خدا یہ کام ضرور انجام پذیر ہوگا کیا اچھا وہ شخص ہے جو اچھے کامون مین پہل کرکے اور نمونہ بن کر دکھلادے ۔ جماعت مین جو لڑکا اوّل نکلتا ہو وہی انعام پاتا ہے ۔ سینیر ہونا ایک خوبی کی بات ہے جو سینیر ہوتا ہے اس کو اوّل ترقی ملتی ہے بہ نسبت جونیر کے مین چاہتا ہون کہ میرے خاص احباب سینیر بنین جونیر نہ بنین پہل کرین تاکہ فضل و کرم بھی ان پر سب سے پہلے اترے پھسڈی رہنا ایک عیب ہے ۔ جماعت مین صف اوّل حاصل کرنا اور داہنے ہاتھ جگہ حاصل کرنا بڑی خوبی ہے اور تکبیر اولیٰ سے پیچھے رہنا بہتر نہین ہے بعض ایسے سُست ہوتے ہین کہ آخر کو نماز مین شامل ہوتے ہین انھین وہ ثواب نہین ہوتا ۔ جو پہلے آنیوالون کو حاصل ہوتا ہے بعض ایسے بھی کم قسمت ہین جو سلام پھیرنے کے بعد پہونچتے ہین اور کف افسوس ملتے ہین لیکن وا ویلا ان پر جو نماز قضا کر دیتے ہین اور مستحق عذاب ہوتے ہین فوجون مین بھی جو آگے بڑھ کر حملہ کرتے ہین انہین انعام و اکرام ملتے ہین اور ترقی درجات پاتے ہین اور جو لوگ بہادری کرکے زخمی ہوتے ہین ان پر خاص مہربانیان حکام کی ہوتی ہین اور منصب و جاگیر بیشتر پاتے ہین ۔ سخاوت ایسی عمدہ صفت ہے کہ کافر مین بھی ہو تو بہتر ہے ۔ حاتم طائی کوئی مُسلمان نہین تھا ۔ مگر کس عزت سے اس کا نام دنیا مین مشہور ہے پھر اگر مُسلمان بھی ہو اور احمدی ہی اور سخی ہی ہو تو سبحان اللہ نُور اً علےٰ نُور ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ فاستبقوا الخیرات ۔ نیک کامون کی طرف دوڑو ۔ سو اے پیارے احمدیو ! تم دور الضعفاء کے لئے ایک دوسرے پر سبقت کرکے روپیہ بھیجو میری باتون پر ہنسو نہیں سچے دل سے لکھتا ہون اور سچ کہتا ہون یہ معاذ اللہ کچھ ہنسی ٹھٹھے کا مقام نہین ہے ۔ ہنسی ٹھٹھے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام

سے پناہ مانگی۔ دل کی تڑپ سے کہتا ہون اس تجربہ کار بڈھے کی بات کو سنو اور میری نصیحت پر جلد عمل کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری امداد فرماوے۔ آمین۔ ناصر نواب از قادیان۔

مولوی محمد علی صاحب کا مضمون جلسہ مذاہب الٰہ آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
مکرم مخدوم بندہ جناب مفتی صاحب! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بدر مورخہ ۲۳ فروری ۱۹۱۱ء مین حکیم محمد حسین صاحب قریشی لاہور نے احمدیہ لٹریچر کی اشاعت کے عنوان سے حضرت مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے کے جلسہ مذاہب الٰہ آباد والے مضمون کی اشاعت کے متعلق تحریک کی ہے اس کے متعلق مین اپنے احمدی برادران کو یہ خوش خبری سنانا چاہتا ہون کہ ہمارے مکرم جناب بابو محمد بخش صاحب گورنمنٹ پنشنر لودیانہ ... جن کے دل مین اشاعت اسلام کا خاص جوش ہے اور جو ہمیشہ اشاعت اسلام کی راہ مین فراخ حوصلگی سے کثیر رقمین دیتے رہے ہین اس مضمون کی اشاعت کے لئے مبلغ یکصد روپیہ عطا فرمانے کا وعدہ کرتے ہین اور آپ چاہتے ہین۔ کہ دیگر احباب بھی اس کار خیر مین چندہ دین۔ اور کثرت سے اس مضمون کی اشاعت ہو۔ جو سلسلہ احمدیہ کی اصل غرض اور اہم مقصد ہے اور جس کے لئے ہمارے سید و مولیٰ امام علیہ السلام دنیا مین تشریف لائے تھے۔ حضرت مولوی محمد علی صاحب کا یہ مضمون جس مین اسلامی اصول اور ارکان خلاصۃً نہایت عجیب اور معنی خیز پیرایہ مین بیان کیا گیا ہے۔ گویا دریا کو کوزہ مین بند کر دیا ہے۔ خدا تعالےٰ ہمارے مکرم مولوی صاحب کی عمر مین برکت دیوے اور انکو جزائے خیر دے جن کے قلم سے خدمت اسلام انجام پذیر ہو رہی ہے۔ پس دوستو! ان بے بہا موتیون کا ملک مین پھیلانا اور اسلامی صداقتون کا ان تک پہونچانا ہم لوگون کا فرض ہے بابو محمد بخش صاحب کے یکصد روپیہ کے علاوہ مبلغ ۵۰ روپیہ دیگر احباب لودیانہ جمع کر دین گے۔ دیگر انجمنہائے احمدیہ کی خدمت مین عرض ہے کہ وہ بھی اس کار خیر مین چندہ دین تاکہ یہ مضمون ہزارہا کی تعداد مین چھاپ کر ملک مین شائع ہو سکے۔ والسلام
خاکسار۔ محمد شفیع۔ سکرٹری انجمن لودیانہ ۔ ۸۔ فروری ۱۹۱۱ء

باورچیون کی ضرورت

لنگر خانہ اور بورڈنگ مین دو دیانتدار ہوشیار باورچیون

کی ضرورت ہے۔ جو کہ ہر ایک قسم کا عمدہ لطیف کھانا طیار کر سکتے ہون درخواستین دفتر سکرٹری صدر انجمن احمدیہ مین بھیجی جاوین

نصیحۃ

اس بارش اور سردی کی نسبت عاجز کے جی مین القاء ہوا کہ یہ بارش عذاب لانے والی ہے اور اس کی زد سے بچنے کے لئے یا اللہ یا رحمٰن دل ہی دل مین دعائیہ رنگ مین پکارتے رہا کرین۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی ہستی پر ایمان لاکر کامل پیار اور کامل فرمانبرداری اللہ تعالےٰ ہی کے لئے ہو اور اس کی رحمانی صفات کا ظل اپنے اوپر لے کر عملی رنگ مین تمام مخلوق کی خیر خواہی دل و زبان سے بجا لاوین اور اس کی تمام مخلوق کے لئے اس کی بارگاہ عالی مین دلی درد سے دعا مانگتے رہین۔ کئی دفعہ بار ہا دل ہی دل مین ایسا کرتے رہین۔ پھر دیکھا کہ حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ دھرم کوٹ مین ایک بیمار کے علاج کے لئے تشریف لے گئے ہین تو عاجز نے الہام بالا معہ تفہیم پیش کیا۔ پھر دیکھا کہ حضرت مسیح موعود ع ایک تخت پر تشریف فرما ہین۔ عاجز معہ غلام محی الدین سامنے کھڑے ہین۔ عاجز نے غلام محی الدین سے کارڈون کا ذکر کیا تو حضرت مسیح موعود ع فداہ روحی نے چابی لگا کر ایک صندوق سے بہت سے لکھے لکھائے خط اشتہار کی شکل مین عام اشاعت کے لئے عاجز کو عطا فرمائے۔

ذرۂ بیمقدار عابد۔

ثنائی چکر

ایک مختصر سا رسالہ مگر امرت تی این خزرجو کے فریب کو توڑنے کے تریاق خانہ کا کام دینے والا۔ ہمارے مونگھیری دوستون نے شائع کیا ہے۔ مباہلہ اور دعا والے معاملہ پر ایسی صاف روشنی ڈالی ہے کہ مومنین کے واسطے موجب ترقی ایمان ہو۔ اور کفرین و مکفرین چند عصا کر اسی چکر مین جا پڑین جس مین خود مولوی فاضل صاحب گر رہے ہین۔ ثنائی چکر نکلا تو مونگھیر سے ہے۔ پر امید ہے کہ بن خزرجو کے لئے ثنائی کا کام دیگا۔ ابن خزرجو کو ہوش مین لانے کے واسطے زبان بھی اسی کے طرز کی استعمال کی گئی ہے۔ قیمت فی رسالہ ار مجو مفت شائع کرنے کے واسطے لکھے منگوائے۔ اس کو ایک روپیہ مین بیس عدد بھیجے جاوین گے۔ ملنے کا پتہ۔ سکرٹری انجمن احمدیہ۔ مونگھیر۔ علاقہ بنگال۔ میرے خیال مین اس رسالہ مین ایک لفظ رہ گیا ہے۔ صفحہ ۲۷ سطر ۳ مین جہان لکھا ہے۔ گھر سے پکڑ لاؤن۔ وہان چاہئے گھر جا کر

کان سے پکڑ لاؤن۔ جو صاحب رسالہ خریدین اپنی کتاب درست کرلین۔ ہم سفارش کرتے ہین کہ اس رسالہ کے بہت سے نسخے احباب خرید کر مفت تقسیم کرین۔
(دفتر بدر قادیان سے بھی مل سکتا ہے)

ضرورت ناطہ

ایک احمدی دوست نوجوان عمر ۲۱ سال قوم زمیندار وڑائچ ساکن راجیکے ضلع گوجرات حال مدرس مدرسہ موضع رسول ضلع گوجرات جو نہایت ہی صالح اور خلیق اور شریف آدمی ہین اور جن کی علاوہ زمینداری آمد کے لعہ ۱۹ روپیہ ماہوار تنخواہ ہے کسی احمدی زمیندار خاندان سے نکاح کرنا چاہتے ہین۔ جو صاحب پسند فرماوین دفتر بدر مین اطلاع دین۔
(۲) ایک احمدی نوجوان خوب الطبع قوم کا ارائین ضلع گوجرات کا باشندہ۔ عمر ۲۰ سال۔ تنخواہ سترہ روپے ماہوار بوعدہ ایک روپیہ سالانہ ترقی۔ مستقل سرکاری ملازم۔ نکاح کا خواہان ہے اہل حاجت سید غلام حسین صاحب ڈپٹی اسسٹنٹ حصار سے خط و کتابت کرین۔

رسید زر

(۱۳۔ فروری ۱۹۱۱ء)
میان نیاز محمد صاحب ۲۱ عہ عالم گیر خان صاحب ۱۳ عہ
۱۴۔ فروری ۱۹۱۱ء
سید محمد فتح علی شاہ صاحب ۶ مہر محمد علی منشی صاحب ۲۳ للعہ
۱۵۔ فروری ۱۹۱۱ء
گلاب الدین صاحب ۲ ےلعہ حوالدار محمد بخش صاحب ۷ ےہر
۱۶۔ فروری ۱۹۱۱ء
عزیز الرحمان صاحب ۲۶ للعہ
۱۸۔ فروری ۱۹۱۱ء
میان عطا محمد صاحب ۶ مہر میان احمد دین صاحب ۱۱ سے
۲۰۔ فروری ۱۹۱۱ء
میان عبد الرحیم صاحب ۲۶ عہ علی محمد خان صاحب ۲۴ عہ
۲۳۔ فروری ۱۹۱۱ء
راجہ دوست محمد صاحب ۲۹ للعہ نور محمد صاحب ۱۰۱۵ ۵
۲۶۔ فروری ۱۹۱۱ء
میان علی محمد صاحب ۳۱ ۵ خلیفہ محمد صادق صاحب ۱۸ للعہ
۲۸۔ فروری ۱۹۱۱ء احمد حسن صاحب ۵۰ عہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد الٰہی اور رنگ زمانہ

تو ہے غریب پرور تو ہے جناب عالی ہم ہیں ضعیف و بیکس در کے ترے سوالی
اے رب توہی احد ہے بیشک توہی صمد ہے ہے نقش سب دلوں پر بس تیری بیشا لی
تیرا نہ کوئی بیٹا نے باپ تو کسی... کا ہمسر نہ کوئی تیرا ہر عیب سے ہے خالی
کچھ بھی نہ تھا جہاں میں تھا توہی لامکاں میں دُنیا کی اے پیارے بُنیاد تو نے ڈالی
نے چاند تھا نہ سُورج تارے نہ تھے فلک پر اے نور تو نے بے شک ہر روشنی نکالی
کر فضل میرے مولا رحمت کا دن چڑہا دے کر دُور کُل جہاں سے یہ غم کی رات کالی
کر دُور اس خزاں کو پُر گل بنا جہاں کو عالم ہے باغ تیرا تو ہے جہاں کا مالی
اسلام کو بڑہا دے اور کُفر کو گھٹا دے کر مفسدوں سے دنیا اے پاک ذات خالی
جو جنگ کر رہے ہیں اور تنگ کر رہے ہیں کرتے ہیں بد زبانی دیتے ہیں ہمکو گالی
ہیں کودتے اُچھلتے چالیں ہیں ہم سے چلتے ہم ہیں ضعیف و بیکس تو ہے ہمارا والی
اب ہیں وہ ناز والے ہم ہیں نیاز والے ہے ان کے پاس دولت اور ہیں یاں خستہ حالی
کرتے ہیں چھیڑ خانی فتنوں کے ہیں وہ بانی لا فضل آسمانی کر دے تو ہم کو عالی
مر مٹ گئے وہ غازی، تُرکی رہی نہ تازی کر جلد کارسازی گردن ہے ہم نے ڈالی
مخدوم تھے جو پہلے خادم وہ اب بنے ہیں کہتے تھے جن کو زنگے جیتی انہوں نے پالی
پھر چڑھ کے ہیں وہ لڑتے ناحق وہ ہیں اکڑتے خو اُن کی ہے کمینی عادات ہیں نرالی
جو باادب تھے پہلے مُنہ زوریاں ہیں کرتے جو تھے غلام اپنے اب ہیں وہ لااُبالی
اقبال جا رہا ہے ادبار آ رہا ہے دولت نے شکل ہم سے اپنی کہیں چھپالی
مونچھیں ہیں وہ چڑہاتے جو ہاتھ جوڑتے تھے کم گو تھے جو بچارے وہ بن گئے ہیں غالی
فتنوں نے سر اُٹھایا ہم کو غموں نے کھایا اب فضل کر خدایا ہم تجھ سے ہیں سوالی
تخم بدی کو کھو دے تو نیک بیج بو دے جڑ سے تباش دے تو ظلم و ستم کی ڈالی
جو دین کے ہیں دشمن اور تیری رہ کے رہزن کر رو سیاہ ان کا کھو اُن کے منہ کی لالی
ششدر ہے عقل ایسا یہ ہم کو ہو گیا کیا گیدڑ نے شیر کی جا کس طور سے دبالی
اموال کو ڈبویا علم و ہنر بھی کھویا افسوس اب عبث ہے اسکی سزا بھی پالی

ناصر یہ چھوڑ جھگڑا لے نام تو خدا کا
کچھ فکر کر تو اپنا۔ دُنیا تو ہے خیالی

ایک ضروری اعلان

کیا ستم ہے تھے ستم آپ ہی ڈہانے والے
واحسینا کا بہت شور مچانے والے

مین نے ایک عرصہ سے اپنی وقت عزیز کا کچھ حصہ مطالعہ کتب مذہب شیعہ کے لئے وقف کر رکھا ہے اور خدا کے فضل اور مین توجہات حضرت سیدنا امیر المؤمنین سے چند ایسے زبردست مطالب معلوم ہوئے ہیں۔ جو اس کچے اور بودے مذہب کے کا نچ کے ڈہانچ کو چکنا چور کر دینے کے لئے انشاء اللہ تعالیٰ کافی حربے ثابت ہوں گے۔ نتیجہ اس کا اگر منظور خدا ہوا۔ تو یہ ہوگا کہ بہت سی نیک رُوحیں ان عقائد پُر مکائد سے بیزار ہو کر اسلام کی سچی تعلیم کی شیدائی ہو جاوین گی اور شیعہ و سُنی کے اتحاد مین جس کی آج کل کے نازک اوقات مین سخت ضرورت ہے یہ مطالب ایک زبردست تحریک پیدا کر دین گے اسی مقصد کو مدنظر رکھ کر سب سے پہلے مین نے واقعات کربلا پر ایک مستقل رسالہ لکھا ہے۔ جس مین ان واقعات حسرت ناک کے اصلی اسباب کو کتب معتبرہ شیعہ علمائے ایران و کتب حدیث سے ڈہونڈ ڈہونڈ کر جمع کیا ہے۔ اور خدا کا شکر ہے کہ اسلامی تاریخ کے اس تاریک حصہ پر کافی روشنی ڈالنے مین خاطر خواہ کامیابی ہوئی ہے چون کہ شیعون مین شہادت امام حسینؓ ہی ایک بےنظیر واقعہ بیان کیا جاتا ہے اور نصاریٰ کے نمونہ پر کفارہ اُمت اور ذبح عظیم بھی حسینؓ ہی ہین اس واسطے اسی واقعہ کی تشریح کرتے ہوئے بہت سے دوسرے مسائل متنازعہ فیہ کی بھی توضیح کی گئی ہے۔ سرورست اس تحقیق سے مثل آفتاب نصف النہار آشکار ہو جاویگا کہ شیعہ ہی قاتلان مظلوم حسینؓ ہین۔ گویا حسین کشتۂ جفائے اغیار نہین ہے بلکہ شہید خنجر شیعیان جفاکار ہے۔ چون کہ اصل رسالہ تحقیق واقعات کربلا کی اشاعت مین بوجوہ چند عرصہ مزید درکار تھا۔ اس واسطے گذشتہ محرم مین اس کا ایک خلاصہ زیر عنوان "ہائے حسین مظلوم" چھاپ کر شائع کیا گیا جس پر مین چاہتا ہون کہ احمدی اور غیر احمدی صاحبان عموماً اور شیعہ صاحبان خصوصاً بعد مطالعہ تائیدی یا تردیدی رائے کا اظہار فرماوین۔ تاکہ اصل رسالہ مین مناسب اصلاح کی جاوے۔ خوشی کی بات ہے کہ سب سے پہلے اس مختصر ٹریکٹ پر اخبار اثنا عشری دہلی کے فاضل ایڈیٹر صاحب نے یکم مارچ مطابق ۲۹۔ صفر ۱۳۲۹ھ کے پرچہ مین منقدانہ ریویو فرمایا حالانکہ اس رسالہ مین ان شبہات کا جواب بیشتر موجود تھا۔ اور مین نے ایک اور جواب بھی ان کے شبہات کا نمونۃً پاس رکھ چھوڑا ہے۔ مین بہت مشکور ہونگا۔ اگر کچھ اور شیعہ صاحبان بھی جن کی نظر سے یہ ٹریکٹ گذرے۔ اپنی رائوں سے مُطلع فرماوین گے۔ اگر کوئی شیعہ صاحب اسکو دیکھنا چاہین تو پتہ معروضہ ذیل پر مجھکو تحریر کرین مین اُن کو یہ ٹریکٹ مفت روانہ کر دینے کو طیار ہون اپنے احمدی احباب التماس ہے کہ جہان تک ممکن ہو اپنے شیعہ صاحبان تک اس اعلان کی بخوبی اشاعت کرین۔ والسلام علی من اتبع الہدیٰ

خاکپائے امیر المومنین۔ خادم حسینؓ خادم بھیروی - دہلی - لال کوٹھی

خطبہ جمعہ

خلف الرشید حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام صاحبزادہ محمود احمد صاحب نے اس جمعہ کے خطبہ میں جو فرمایا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ لوگ اپنے بچے۔ بیوی۔ نوکر کی تھوڑی سی پرورش کرتے ہیں۔ ایک قصور سرزد ہو جانے پر اسقدر ناراض ہوتے ہیں کہ خدا کی پناہ۔ اور اس وقت یہ عذر تسلیم نہیں کرتے۔ کہ پہلے اتنی مدت جو اطاعت کر چکے ہیں۔ تو پھر ایک مامور کے نہ ماننے سے اللہ تعالےٰ کا غضب کیون نہ بھڑکے۔ گو اس سے پہلے کے تمام ماموروں کو کوئی مانتا ہو۔ اکثر لوگوں کو یہ بہانہ ہاتھ آگیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم خدا کو مانتے ہیں نماز پڑھتے ہیں روزے رکھتے ہیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لاتے ہیں بس مسیح موعود پر ایمان لانے کی کیا ضرورت ہے انکو یہ خیال نہیں آتا۔ کہ کوئی شخص خواہ ستر سال تک گورنمنٹ کا مطیع فرمان رہے۔ پھر اس کے احکام کی تعمیل بھی کرتا رہے۔ مگر ایک تحصیلدار بلکہ ایک تحصیل کے چپڑاسی کی ہتک کرنے یا اس کے لائے ہوئے حکم کی خلاف ورزی بجالانے سے قابل مواخذہ ٹھہرتا ہے۔ تو خداوند تعالےٰ جو احکم الحاکمین ہے اس کے فرستادہ کی تکذیب یا اس کی پرواہ نہ کرنا کیا نیک نتیجہ رکھتی ہے۔ ہرگز نہیں

فوج کے جسقدر سپاہی ہیں وہ جیسے کرنیل کی متابعت کرتے ہیں ویسے ہی جرنیل کی اور ویسے ہی کمانڈر انچیف کی یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ کہیں کہ ہم تو کمانڈر انچیف کی ہی مانینگے۔ وہ جس کی ماتحتی میں کام کر رہے ہونگے اس کی بہرحال متابعت کرنی ہوگی یہی وجہ ہے۔ کہ صحابہ نے جیسی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی فرمانبرداری کی۔ ویسی ہی حضرت ابوبکر رضی کی۔ اور جناب صدیق نے بھی ان لوگوں کو لڑائی کا اعلان دیا جو کہ ان کے احکام سے ذرا بھی مونہہ پھیریں۔ غرض جیسے ایک مقتدا کی اطاعت فرض ہے ویسے ہی اس کے جانشین کی۔ صرف اسی طریق سے جماعت میں وحدت قائم رہ سکتی ہے اور اسی سے عزت بڑھتی ہے۔ اور عزت کسی دنیاوی جاہ و جلال کے بڑھنے کا نام نہیں بلکہ حقیقی عزت یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو۔ مکالمہ مخاطبہ کا شرف ملے اس کے مخالف اس کے سامنے ہلاک ہوں اور خود اس کو ایک پاک جماعت دی جائے۔ ہم اس عزت کو جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے نواب کی اطاعت سے پا سکتے ہیں آج کل کی قوموں کے اقتدار سے نہیں پا سکتے ان اونچی اونچی عمارتوں سے دہوکہ نہ کھاؤ۔ زلزلہ کے وقت یہی عمارتیں زیادہ خطرناک ہوجاتی ہیں جو زیادہ عالی شان ہیں جتنی بڑی عمارت ہوگی گر کر اتنا ہی نقصان پہنچاتی ہے پس تم ترقی میں مادی دنیا کا اتباع نہ کرو جن کو ظاہری ساز و سامان بے حد دیا گیا ہے۔ کیونکہ آخر کار یہی وبال جان بننے والا ہے۔ دنیا کی تاریخ پر خوب نظر کرو نبیوں کے متبعین ہمیشہ مظفر و منصور رہے۔ اور ان کے مخالفین ہلاک ہوتے رہے۔ جس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ امن چاہتے ہو تو نبیوں کے جھنڈے تلے پناہ لو۔ یہ نہیں کہ ان لوگوں پر ابتلا نہیں آتے۔ ابتلا تو ضرور آتے ہیں۔ مگر ان کا انجام ان مؤمنین کے حق میں بخیر ہوتا ہے۔ اسی واسطے لاخوف علیہم ولاھم یحزنون۔ فرمایا۔ اگر ان پر خوف وحزن کا وقوع ہونا ہی نہ ہوتا۔ تو لاخوف ایسا تسلی بخش کلام ہی کیوں نازل ہوتا۔ دنیا میں مصیبتیں اسی واسطے آتی ہیں تا خبیث وطیب میں امتیاز ہو مؤمنین کی تمحیص ہو۔ ان کے درجات بڑہیں جب تک کوئی ظالم نہ ہو۔ خدا کا غضب اس پر نہیں بھڑکتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رحمتی وسعت کل شئ۔ یعنے میری رحمت ہر چیز پر حتی کہ غضب پر بھی حاوی ہے۔ حالاں کہ اب جو اس نے فرمایا غضبت غضبا شدیدا۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی بڑا بھاری گناہ ہوا۔ جو اس سے پہلے اس درجہ تک نہیں ہوا توبہ کرلو اور اپنی اصلاح۔ نہیں معلوم کہ کس وقت تمہارے مالک کا پیام تمہارے نام آجائے جو لوگ درباری ہوتے ہیں وہ اپنے کپڑے ہر وقت صاف ستھرے اور سفید رکھتے ہیں کہ خبر نہیں کس وقت دربار سے پیغام آجائے۔ تمہاری موت کا وقت بھی تم کو معلوم نہیں۔ پس تم اپنے آپ کو پاک صاف رکھو تا اپنے مالک کے حضور پاک ہو کر جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تمہیں توفیق بخشے۔ آمین

تاریخ اسلام کے دلچسپ واقعات

منشی غلام قادر صاحب فصیح ساکن شہر سیالکوٹ نے یہ نہایت مفید سلسلہ شروع کیا ہے اور سہولت کی خاطر اس بیش قیمت کے ذخیرہ کو پمفلٹ کی صورت میں مندرجہ [illegible] ترتیب پر شائع کرنا تجویز کیا ہے۔

(۱) تقطیع ۱۸ × ۲۲ ⅛ (۲) کاغذ دیسی نفیس (۳) چھپائی خوش خط اور صاف (۴) حجم فی رسالہ ۴۸ صفحے (۵) سرورق رنگین علیحدہ (۶) ہندسوں کا سلسلہ برابر (۷) ہر ماہ میں کم از کم ۲ رسالے شائع ہوتے ہیں (۸) قیمت پیشگی معہ محصولڈاک للعہ۔ ششماہی عہ۔ سہ ماہی عہ۔ قیمت رسالوں کی تعداد کے لحاظ سے محسوب ہوگی (۱۰) نمونہ کا رسالہ جس میں جنگ بدر سے لے کر جنگ تبوک تک واقعات درج ہیں۔ ۲۰ کے ٹکٹ آنے پر ارسال ہوتا ہے۔

یہ سلسلہ اہل اسلام کے لئے نہائت ضروری اور مفید ہے۔ باہمی ہمدردی اور محبت پیدا کریں۔ مستقل مزاج بنانے۔ کار خیر اور قومی امور میں دلچسپی لینے اور بزرگان اسلام کے ساتھ عشق پیدا کرنے کے لئے یہ سلسلہ خصوصیت رکھتا ہے۔

درخواستیں ذیل کے پتہ پر ہوں۔ منشی غلام قادر فصیح۔ اڈیٹر تاریخ اسلام۔ شہر سیالکوٹ۔

درخواست جنازہ - برادر عمرالدین صاحب خیاط پنڈی لالہ سے اپنے مرحوم بیٹے محمد یوسف کے درخواست دعائے جنازہ کرتے ہیں

مفرح یاقوتی - طیار کردہ حکیم محمد حسین صاحب مہتم کارخانہ مرہم عیسیٰ لاہور۔ حضرت امیر المؤمنین کی مصدقہ ہے۔ اعضائے رئیسہ کو طاقت دیتی ہے۔ یہی مفرح اور مقوی ہے۔ ہر قسم کے ضعف سستی اور ناطاقتی کو دور کرتی ہے۔ دفتر اخبار بدر سے بہ ادائے قیمت نقد مبلغ للعہ یا بذریعہ قیمت طلب پارسل ملسکتی ہے

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی مشہور دوائین

جیسے بنے ڈاکٹر برمن کا عرق کافور لے آؤ

جب کسی کو ہیضہ ہوتا ہے تو اس کے گھر میں ایسی پکار پڑجاتی ہے اور گھبرا کر یہی کہتے ہیں اگر پہلے ہی تھوڑا سا سوچو تو یہ تکلیف کیوں اٹھانا پڑے کیوں نہیں ایک شیشی عرق کافور لے کر گھر ڈال رکھتے ہو یہ اصلی عرق کافور ۲۶ برس سے مشہور اور تجربہ کی ہوئی ہیضہ کی انمول دوا ہے گرمی کے دست اور پیٹ کا درد اور تلی کے لئے اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ قیمت فی شیشی ۸؍ معہ محصولڈاک ایک شیشی سے چار شیشی تک ۵؍

عرق پودینہ

ہر ایک عیال بچہ دار کو یہ دوا گھر میں رکھنا چاہیئے یہ عرق ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں کی مانند ہے یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوافروش نے بنایا ہے ریاح کے لئے یہ دوا نہائت مفید ہے پیٹ کا پھولنا۔ ڈکار کا آنا۔ بدہضمی۔ اشتہار کا کم ہونا یہ سب ریاح کی علامتیں دور ہوجاتی ہیں گود کے بچے کے لئے اس سے بڑھ کر اور کوئی دوائی نہیں ہے۔ قیمت فی شیشی ۸؍ محصولڈاک ایک شیشی سے چار تک ۵؍

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ و ۶ - تارا چند دت اسٹریٹ کلکتہ

مفصل حالات کی کتاب مفت ملتی ہے منگوا کر ملاحظہ فرماویں